باسمه سبحانه

قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني سبحان الله وما انا من المشركين

میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرا پیرو دونوں مضبوط دلیل پر ہیں اور خدا ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ ہے اور میں مشرکین سے نہیں ہوں۔

(ترجمہ قرآن)

کتاب مستطاب

اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ

از قلم حقیقت رقم

سرکار محسن الملت، سلطان المتکلمین، حجۃ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ الشیخ محمد حسین مدظلہ العالی علی رؤس المومنین

ناشر مکتبہ السبطین 296/9 بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

باسمہ سبحانہ

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

میرا طریقہ تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں، میں اور میرا پیرو دونوں مضبوط دلیل پر ہیں اور خدا ہر عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ ہے اور میں مشرکین سے نہیں ہوں

(ترجمہ فرمان علی)

کتاب مستطاب

اصول الشریعہ

فی

عقائد الشیعہ

از قلم حقیقت رقم

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ الشیخ محمد حسین مدظلہ العالی علی درس المومنین

ناشر

مکتبۃ السبطین ۲۹۶/۹ بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

SIBTAIN.COM

باسمہ سبحانہ

والدہ مرحومہ کے نام

اگر سیاہ دلم داغ لالہ زار تو ام
وگر کشادہ جبینم گل بہار تو ام

چونکہ والد مرحوم و مغفور کا سایہ عاطفت صغر سنی میں سر سے اٹھ گیا تھا۔ لہٰذا میں بفضلہ تعالیٰ شیدائی سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام والدۂ مرحومہ کے ہی حسن تربیت سے اس قابل ہوا کہ آج اپنی بساط و بضاعت کے مطابق کچھ خدمت دین مبین کر رہا ہوں۔ اس لئے میں اپنی اس ناچیز کتاب کو ان کے نام کے ساتھ معنون کر کے اس حقیر دینی خدمت کا ثواب بطفیل سرکار ولی عصر و امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ ان کی تربت پر تحفۃً ہدیہ کرتا ہوں ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپکا
احقر محمد حسین نجفی عفی عنہ سرگودھا
ستمبر ۱۹۹۲ء

کتابت	سید تکیمی ابو وزیری فرازی
طباعت	ثنائی پریس سرگودھا
قیمت	۱۵۰/ روپے
بار	چہارم
	اگست ۲۰۰۰ء

یہ شبہ بچند وجوہ در چند اعتبارات سے ساقط ہے

اولاً: یہاں تک خاص خلیفہ کی بحث کا تعلق ہے سطور بالا میں چوتھے شبہ کے جواب میں اس قاسد نظریہ کا قلع قمع کیا جا چکا ہے وہاں رجوع کیا جائے (فلا نطیل الکلام بالتکرار)

ثانیاً: یہ جانشینی والی بات بھی یہاں لا یعنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ جانشینی و قائم مقامی یا مکان میں ہوگی یا مکان میں۔ اور یہاں یہ دونوں شقیں باطل ہیں پہلی شق اس لئے کہ کوئی مخلوق خالق کے منصب و مقام پر فائز ہو۔ یہ بات عقلاً و شرعاً محال و ناممکن ہے۔ اور دوسری شق اس لئے کہ خدا کا کوئی حیز و مکان نہیں ہے۔ تاکہ کوئی اس کا جانشین بنے وہ لا زمان و لا مکان ہے۔

ثالثاً: اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ بزرگوار خدا کے جانشین ہیں تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ خدا کی ہر ہر صفت میں اس کے قائم مقام ہوں۔ مثلاً خدا جسم و جوہر اور مکان و زمان کے حدود و قیود سے منزہ و مبرا ہے تو یہ بھی ان امور سے منزہ ہوں۔ خدا خالق و رازق ہے تو یہ بھی خالق و رازق ہوں۔ خدا لم یلد و لم یولد کا مصداق ہے تو یہ بھی بیوی بچوں سے بے نیاز ہوں و علیٰ ہذا القیاس۔ چنانچہ ماننا پڑے گا کہ یہ جانشینی و قائم مقامی صرف بعض مخصوص امور میں ہے۔ اور وہ ہے نظام شریعت ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں اسی باب میں اس کی مکمل وضاحت کی جا چکی ہے۔ اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خداوند عالم حضرت داؤد سے فرماتا ہے۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس۔ (اے داؤد ہم نے تمہیں خلیفہ بنایا ہے۔ اس لئے تم لوگوں میں عدل و انصاف کے ساتھ حکم کرو) صاحبان عقل و فکر کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ احکام شریعت نافذ کرنا کجا اور خلق و رزق وغیرہ امور تکوینیہ کی انجام دہی اور وہ بھی بطور خلیفہ و نیابت کجا۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ صلاح کار کجا و من خراب کجا

رابعاً: انبیاء و اوصیاء کو خلیفۃ اللہ محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بزرگوار لوگوں کے نہیں بلکہ خدا کے مقرر کردہ ہیں بحیثیت مجازی۔ اور یہ اضافت تشریفی ہے۔ جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ اور ماہ رمضان کو شہر اللہ، بغرض تعظیم و تکریم کہا جاتا ہے۔ ان کو خلیفۃ اللہ اس لئے نہیں کہا جاتا کہ وہ خدا کے صفات کے حامل یا نظام عالم چلانے میں اس کے قائم مقام ہیں۔ سبحان اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔

خامساً: اگر خلیفہ کا وہی مفہوم ہو جو اس شبہ میں بیان کیا گیا ہے تو پھر ان آیات کا مفہوم کیا ہوگا۔ ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض (پ ۱۰ س فاطر ع ۴) "خدا وہ ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا"۔ نیز قوم صالح کو خطاب ہوتا ہے واذکروا اذ جعلکم خلفاء "اس احسان کو یاد کرو کہ خدا نے تمہیں خلیفہ بنایا"۔ تو کیا یہ تمام لوگ خدا کے جانشین اور اس کے کمالات و صفات کے مظہر تھے؟ اگر یہاں یہ کہا جائے کہ وہ گذشتہ امتوں کے جانشین تھے۔ تو پھر یہاں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ جناب آدم گذشتہ قوم جنات نسناس کے، جناب داؤد سابقہ نبیوں کے، سرکار خاتم الانبیاء تمام انبیاء و مرسلین کے اور ائمہ طاہرین جناب خاتم النبیین کے قائم مقام و جانشین تھے۔ جناب آدم و داؤد کے واقعہ میں ان کے خلیفۃ اللہ ہونے کی

تعریف ہے بلکہ خلیفہ ہونے کا تذکرہ ہے۔ اور نہ ان آیات میں لوگوں کے خلفاء واقعہ ہونے کا تذکرہ ہے بلکہ صرف خلیفہ ہونے کا بیان ہے۔ ہاں البتہ بوجہ نصب و تقرر خدا وندی انبیاء و ائمہ کو من باب المجاز در بطریق تعظیم و تکریم خلیفۃ اللہ کہا جاتا ہے (ردت الولایت)

بارھواں شبہ اور اس کا جواب

قرآن مجید میں مذکور ہے کہ جب جبرئیل متشکل بہ بشر ہو کر جناب مریم کے پاس پہنچے۔ اور جناب مریم نے گھبرا کر ان سے خدا کی پناہ مانگی۔ تو انہوں نے جواباً کہا انما انا رسول ربك لاھب لك غلاما زکیا "۔ میں تمہارے پروردگار کا ایلچی ہوں تاکہ تمہیں پاکیزہ بچہ عطا کروں"۔ اس سے معلوم ہوا کہ جناب جبرئیل بچہ عطا کر سکتے ہیں تو پھر سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کیوں نہیں دے سکتے؟

اس شبہ کا جواب واضح ہے کہ جناب جبرئیل کے کلام میں اعطاء الولد کی نسبت ان کی طرف مجازی ہے ورنہ اولاد عطا کرنے والا خداوند عالم ہی ہے جبرئیل تو صرف بشارت دینے آئے تھے چنانچہ اس بات کی تصدیق خود کلام مجید میں مذکورہ بالا سوال و جواب کے بعد موجود ہے۔ کہ جناب مریم نے بچہ کی بشارت کی خبر سن کر تعجب کے لہجہ میں کہا انی یکون لی ولد و لم یمسسنی بشر؟ بھلا میرے ہاں کیوں کر بچہ ہو سکتا ہے جبکہ کسی انسان نے مجھے چھوا بھی نہیں؟ جناب جبرئیل نے جواب میں کہا قال کذلك قال ربك ھو علی ھین تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ یہ بات (باپ کے بغیر اولاد دینا) مجھ پر آسان ہے۔ (پ ۱۶ س مریم ع ۲) اس جواب سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ بچے کا پیدا اور عطا کرنے والا الغرض ملکہ صرف خدا ہے نہ جبرئیل۔ وہ تو صرف مبشر ہیں۔ تفسیر حقانیات القرآن ص ۱۱ پر مرقوم ہے کہ ان النفخ فی جیبہا کان من جبرئیل والخلق من اللہ پھونک مارنا جبرئیل کا کام تھا اور بچہ پیدا کرنا خدا کا کام"۔ اسی معمولی سی مناسبت کی بنا پر "ھبۃ ولد" کی نسبت جبرئیل کی طرف دے دی گئی ہے ورنہ انھم لا یملکون لانفسھم یخلقون شیئاً منھا انفرد بہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔ (نہج البلاغہ ج ۱) بالکل یہی واقعہ جناب خلیل خدا کی زوجہ محترمہ کے ساتھ بھی پیش آچکا تھا۔ جب فرشتوں نے ان کو اولاد کی خوشخبری دی۔ تو وہ سن کر کہا۔ "الد و انا عجوز و ھذا بعلی شیخا"۔ میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں فرشتوں نے کہا اتعجبین من امر اللہ کیا آپ خدا کے امر و قدرت سے تعجب کرتی ہیں۔ وہ قادر مطلق جو چاہے کر سکتا ہے (پ ۱۲ س ہود ع ۷) معلوم ہوا کہ اولاد عطا کرنا خدا کا فعل ہے اس لئے تو جناب ابراہیم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل و اسحق اور اسی حقائق کی بنا پر انبیاء و مرسلین اور عباد اللہ الصالحین ہمیشہ خدا سے ہی اولاد طلب کرتے رہے۔ رب ھب لی من لدنك ذریۃ طیبۃ انك سمیع الدعاء (پ ۳ س آل عمران ع ۴)

تیرھواں شبہ اور اس کا جواب

جب حضرت امیر المومنینؑ بالاتفاق قسیم النار و الجنۃ ہیں تو اگر دنیوی رزق بھی یہ بزرگوار تقسیم کریں تو اس میں کیا استبعاد ہے؟ اس شبہ کا جواب واضح ہے۔ کہ

شریعت مقدسہ میں قیاس حرام ہے فروع دین میں اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے چہ جائیکہ اصول اعتقادیہ میں اس پر اعتماد کیا جائے۔ جب تک بطریق ائمہ طاہرین کوئی قطعی دلیل نہ پہنچے۔ صرف ایسا ہونا ممکن ہے۔ اس میں کیا استبعاد ہے؟ ایسے ظنون و اوہام پر عقائد کی دیوار کھڑی نہیں کی جا سکتی چونکہ جنت و نار کی تقسیم سے ان کے متعلق ہونے پر ائمہ اطہار کے متعدد آثار و اخبار موجود ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آنجناب قسیم الجنۃ والنار ہیں۔ اور تقسیم رزق کے متعلق چونکہ معصومین کے ارشادات نہیں ملتے۔ اس لئے ہم بلا دلیل یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتے۔ بلکہ اس کی نفی پر آیات و روایات موجود ہیں۔

(۱) ارشاد ربانی ہے نحن قسمنا بینہم معیشتہم فی الحیوۃ الدنیا (پ ۲۵ س زخرف ع ۲) ہم نے ہی زندگانی دنیا میں انسانوں کا رزق تقسیم کیا ہے۔

(۲) اسی طرح ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء (پ [illegible] ع [illegible]) اگر خداتعالیٰ (اپنے سب) بندوں کے رزق کو وسیع کر دیتا۔ تو وہ زمین میں بغاوت کر[illegible] لیکن جتنی مقدار مناسب سمجھتا ہے نازل کرتا ہے۔

(۳) ارشاد قدرت ہے اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر (پ ۱۳ س رعد ع ۴) خدا جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے کم کرتا ہے۔

SIBTAIN.COM

(۴) احتجاج طبرسی میں جناب رسول خدا کی ایک طویل حدیث شریف موجود ہے جس میں آنحضرتؐ نے کفار قریش کے تمام اعتراضات کے شافی و کافی جوابات دیئے ہیں۔ ان کے اس اعتراض "لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم" کہ یہ قرآن (مکہ یا طائف) کے دو بڑے شہروں میں سے کسی بڑے مالدار آدمی پر کیوں نہیں اتارا گیا کے جواب میں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ فلیس قسمۃ اللہ الیک بل اللہ ھو القاسم للرحمات والفاعل لما یشاء فی عبیدہ و اماءہ۔ اللہ کی تقسیم تمہارے متعلق نہیں ہے بلکہ وہ خود ہی رحمتوں کے تقسیم کرنے والا ہے وہ جو چاہتا ہے اپنے بندوں اور کنیزوں کے ساتھ سلوک کرتا ہے (ص [illegible])

(۵) پھر آگے چل کر فرماتے ہیں "ولکن الحکم للہ یقسم کیف یشاء و یفضل کما یشاء" لیکن حکم خدا کا چلتا ہے وہ جس طرح چاہے تقسیم کرے اور جو چاہے سو کرے (ص [illegible])

(۶) حضرت امام رضا علیہ السلام رب العالمین کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں مالکھم و خالقھم و سائق ارزاقھم الیہم من حیث یعلمون و من حیث لا یعلمون فالرزق مقسوم و ھو یاتی ابن آدم علی ای سیرۃ سارھا من الدنیا لیس تقوی متق بزائدہ ولا فجور فاجر بناقصہ۔ یعنی رب العالمین کا مطلب یہ ہے کہ خدا ان کا مالک و خالق اور جہاں سے انہیں علم ہی نہ ہو ان کا رزق پہنچانے